اسلام کا معاشی نظام

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

اسلام کے بالمقابل اس وقت دو نظام مملکت یا نظام معیشت ہیں، جو ساری دنیا کو دو حصوں میں بانٹ چکے ہیں: نظام اسلام یا دین اسلام وہ قدیم ترین نظام ہے، جس کا سرچشمہ غارِ حرا سے نکل کر آگے سمندر بن گیا اور اب تک دنیا کو اپنے فیض سے سیراب کررہا ہے۔

اسلام صرف مادی نظام نہیں، بلکہ وہ ایک مکمل ترین پیغام الٰہی ہے، جو قرآن کریم کی شکل میں نمودار ہوا اور نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ عقلائے عالم کا دلوں سے اور زبانوں سے، کتابوں سے اور اخبارات سے اس کا اعتراف ہے کہ قرآن کریم جیسا مکمل نظام حیات اور ذات مصطفیٰ محمد رسول اللہ ﷺ جیسا کامل ترین رہنمائے انسانیت پیدا نہیں ہوا۔ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کا آخری پیغام نجات ہے، ہر دور، ہر ملک اور ہر قوم کے لئے اس میں ہدایت وفلاح ہے اور سعادت دارین کا بھی سرچشمہ ہے، مادی وروحانی، شخصی واجتماعی، اقتصادی ومعاشی، سیاسی وملکی ضرورتوں کا کفیل ہے اور اس کا دامن ایسے بیش قیمت جواہرات سے پُر ہے کہ ساری دنیا کی تہی دامنی کے افلاس کا علاج اس کے خزانۂ عامرہ سے ہوسکتا ہے۔ ایک ایسا صالح نظام ہے جو بنی آدم میں عدل وانصاف، سکون وراحت اور معاشی خوشحالی پیدا کرتا ہے۔ اس کو ایسا ہادیٔ برحق لایا جس نے خود اس پر عمل کیا اور عمل کروایا اور ایسے چند جانشین چھوڑے جو ان کے صحیح عملی نمونے تھے اور تاریخ عالم ان مبارک عہدوں کو عہد صدیقیؓ اور عہد فاروقیؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اسلام نے جس سرزمین میں آنکھیں کھولیں، وہاں اخلاقی پستی اور مذہبی تزلزل کے ساتھ معاشی پستی انتہاء درجہ کی تھی، سیاسی اعتبار سے انارکزم وطوائف الملوکی کا دور دورہ تھا، دائیں بائیں دو سرمایہ دارانہ نظام مملکت تھے، ایک بیزنطی روما کی حکومت، دوسری ایرانی کسروی مملکت، ان میں عیش ونشاط وترفّہ وتنعّم، مال ودولت کی فراوانی کا چرچا تھا۔ ان دونوں نظاموں کے اندر

صرف اسلام نے ایک نقطۂ اعتدال قائم کیا۔ جس طرح اسلام کا نظامِ حکومت ڈکٹیٹر شپ اور ڈیما کریسی کے درمیانی حداوسط ہے، ٹھیک اسی طرح نظامِ معیشت میں ایک صراطِ مستقیم رکھتا ہے، جو افراط وتفریط دونوں سے پاک ہے۔ اشتراکیت یا سوشلزم، کارل مارکس ولینن وغیرہ کے نظام معیشت ہیں، جن میں اب تک محو واثبات کا عمل جاری ہے، ماسکو اس کا مرکز ہے اور دنیا پر چھا رہا ہے اور دنیا میں شاید کوئی ملک ایسا نہ ہوگا جہاں اس کے ہم نوا نہ ہوں۔ سرمایہ داری یا عیش پرستانہ حکومت وہ نظام معاشی ہے جو امریکہ ویورپ کے اکثر ممالک میں جاری ہے اور موجودہ ممالک اسلامیہ میں بھی یہی نظام ہے، جس کا مقصد وحید یہی ہے کہ ساری دنیا کی دولت کو اپنے خزانوں میں سمیٹ لیں اور عیش ونشاط کے سارے وسائل واسباب پر قبضہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو صرف چند تاجروں، زمین کے مالکوں، بینک کے حصہ داروں اور فیکٹریوں کے مالکوں میں محدود کرکے انہیں کے پیٹ کو بھریں، ان کی بلا سے عام خدا کی مخلوق کسی حالت میں ہو۔ درحقیقت اس سرمایہ دارانہ ذہنیت نے سوشلزم کو پھولنے اور پھلنے کا موقع دیا۔ دنیا کے دماغوں پر اشتراکیت کا مسلط ہونا اس کا حسن وجمال یا اس کا کمال نہیں ہے، بلکہ سرمایہ دارانہ نظام کی وہ نفرت انگیز قباحت ہے، جس نے اشتراکیت واشتمالیت میں حسن وجمال پیدا کیا۔

بیشک یہ صحیح ہے کہ اشتراکی نظامِ معیشت عام انسانوں کے پیٹ بھرنے کے لئے چارہ جوئی کرتا ہے، لیکن اس کی یہ تفریط ہے کہ انسانوں کو صرف پیٹ سمجھا اور اسی مسئلہ کو دنیا کا اہم ترین مسئلہ بنایا اور اس کو اس قدر اہمیت دی کہ مذہب واخلاق، تمدن وتہذیب، صلح وجنگ، دنیا کے سارے وقائع وحوادث کی بنیاد اسی پیٹ پر رکھی گئی۔ بلاشبہ ہم مانتے ہیں کہ: ''إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰى أَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى '' یقیناً انسان جب مال دار بنتا ہے تو سرکش بنتا ہے۔ دولت کی طغیانی سے نبی کریم ﷺ نے پناہ مانگی ہے اور ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''خدا کی قسم! مجھے تمہارے فقر وافلاس کا اندیشہ نہیں، لیکن یہ خطرہ ضرور ہے کہ مال ودولت کی فراوانی تمہارے لئے ایسی ہی ہوگی جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ہوئی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس میں تم بھی منہمک ہوجاؤ گے، جیسے وہ ہوئے، وہ تمہیں بھی تباہ وبرباد کردے گی جیسے وہ تباہ وبرباد ہوگئے''۔ (بخاری، کتاب الجہاد) مال کی فراوانی بہت سی گمراہیوں کی جڑ ہے، لیکن اسلام نے مال حلال کو اللہ تعالیٰ کا فضل بتایا، صحیح ذرائع سے حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، عین حج بیت اللہ کے موقع پر بھی تجارت پر پابندی نہیں لگائی، کیونکہ سعی وکسب کے بغیر کوئی مسلمان زندہ ہی نہیں رہ سکتا، لیکن اسلام اور قرآن کی رو سے جو شخص جتنا زیادہ کمائے گا، اتنا ہی زیادہ انفاق پر بھی مامور ہوگا، اس لئے افراد کی کمائی جتنی بڑھتی جائے گی، اتنی ہی زیادہ جماعت کی اجتماعی خوشحالی ہوتی جائے گی۔ بہرحال اسلامی قانون سے جتنا زیادہ مال دار

ہوگا، اتنے اس پر زیادہ حقوق ہوں گے، اتنی ہی اس کی مشغولیت بڑھتی جائے گی۔

اسلام کا معاشی نظام:

برادرانِ اسلام! جہاں تک اسلام کے معاشی نظام کا تعلق ہے، اس مختصر خطبہ میں اس کی گنجائش نہیں۔ اس وقت صرف اسلامی نظام معاش کی بنیادی پالیسی کو پیش کیا جاسکتا ہے، جس کے پیش نظر اسلام کے معاشی نظام کی تفصیلات ہیں اور توقع ہے کہ اس کی وضاحت سے بڑی حد تک اسلام کا پورا معاشی نظام روشنی میں آجائے گا۔

اسلام کی معاشی پالیسی:

اسلام کی معاشی بنیادی پالیسی یہ ہے کہ سوسائٹی کا کوئی فرد اس معاشی سروسامان اور ضروریاتِ زندگی سے محروم نہ رہے، جس کے بغیر عام طور پر ایک انسان کا زندہ رہنا مشکل ہو اور جو حقوق وفرائض اس پر واجب ہوتے ہیں، اُن سے عہدہ برا ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ نیز عدل کی بنیاد پر ہر شخص کے لئے معاشی لحاظ سے ترقی کے تمام راستے کھلے ہوئے ہوں۔ اسلام کے نزدیک یہ چیز بالکل غلط ہے کہ سوسائٹی کے بعض افراد کے پاس تو سامان معیشت ضرورت سے کہیں زیادہ ہو، لیکن دوسروں کے پاس اتنا بھی نہ ہو جو جسم وروح کے تعلق کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے، ایک طرف دولت کی فراوانی وبہتات ہو، عیش ونشاط کی محفلیں قائم ہوں، ساز وسرود، چنگ ورباب سے فرصت نہ ہو، دوسری طرف افراد نانِ شبینہ کے لئے محتاج ہوں، نہ بدن ڈھکنے کے لئے پارچہ موجود ہو، نہ سر چھپانے کے لئے چھپر ہو، یہ طبقاتی زمین وآسمان کا تفاوت اسلام پسند نہیں کرتا۔ اسلام یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ دولت کی گردش صرف قوم کے چند اغنیاء کے قبضہ میں محدود ہوکر رہ جائے، باقی سب افراد محروم ہوں، بلکہ اس کا منشاء تو یہ ہے کہ دولت کی گردش پورے معاشرہ میں ایک صحیح توازن سے ہو، تاکہ تمام افراد نفع حاصل کرسکیں: ”كَيْلَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ“ میں اسی طرف اشارہ، بلکہ تصریح ہے، ایسا نہ ہو کہ اغنیاء تو مزے لوٹیں اور فقراء ومساکین فاقوں سے مریں۔

اسلام یہ جائز نہیں رکھتا کہ ملک کے تمام ذرائع آمدنی اور مواقع کار صرف چند افراد کی اجارہ داری میں ہوں اور وہ جس طرح چاہیں ان سے فائدہ اٹھائیں اور دوسرے افراد یکسر ان سے محروم ہوں۔ اسلام کے نظریہ کے مطابق سوسائٹی کے ہر فرد کو اس کی صلاحیت اور فطری قابلیت کے موافق ایسے مواقع فراہم ہوں کہ وہ اپنی محنت یا خدمت سے ایسا معاوضہ حاصل کرسکے، جس سے اس کی ضروریات زندگی سادے طریقے پر پوری ہوسکتی ہوں اور پھر جیسا اور جتنا جس کا کام ہو اس کے مطابق اس کو اس معاوضہ ملے۔ اسلام اس مساوات کا قائل نہیں کہ دنیا کا اعلیٰ ترین دماغ اپنی

خداداد دماغی کاوشوں اور فطری صلاحیتوں سے جو چیز حاصل کرسکے، ایک دیوانہ بے وقوف بھی اسی درجہ کا اس میں شریک ہو۔ قدرت نے اپنی تکوینی حکمت ربانیہ کے مطابق جس طبعی تفاوت اور تفاضل رزق کو باقی و برقرار رکھا ہے، درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری ہوگی، اس لئے فرمایا:

''وَاللّٰہُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِھِمْ عَلٰی مَا مَلَکَتْ أَیْمَانُھُمْ فَھُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ أَفَبِنِعْمَۃِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ''۔ (النحل:۷۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے بعض افراد کو بعض پر روزی میں بڑائی دی، پس جن کو بڑائی دی، وہ نہیں لوٹاتے اپنی روزی ان کو جن کے یہ مالک ہیں (یعنی اپنے غلاموں، باندیوں کو) کہ وہ سب اس میں برابر ہوجائیں، کیا اللہ تعالیٰ کی نعمت کے منکر ہیں؟''۔

جو افراد محنت وکمانے سے معذور ہیں، بچے ہیں، بوڑھے ہیں، مریض ہیں اور ان کے پاس ضروریات زندگی کے لئے مال موجود نہیں، اُن کا انتظام وکفالت حکومت کے بیت المال سے کیا جائے۔ الغرض اسلام کا منشا یہ ہے کہ معاشرہ کے ہر فرد کو تمام وہ مادی چیزیں بقدر ضرورت میسر آئیں، جن کے بغیر اس کی زندگی مشکل ہو یا فرائض وحقوق ادا کرنے سے عاجز ہو۔ اس مقصد کے مطابق اسلام نے جو معاشی اصول مقرر کئے ہیں، اگر ان کو مکمل طور پر عملی شکل دی جائے تو ایک نہایت معتدل ومتوازن معاشی نظام وجود میں آتا ہے، جس میں مذکورہ بالا تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔ یہاں پر مناسب ہوگا کہ ان اصولوں میں چند ایک نہایت اہم بنیادی اصول پیش کئے جائیں، جن سے اندازہ لگ سکے گا کہ ان پر عمل کرنے سے معاشی مشکلات کیسے حل ہوسکتی ہیں۔

الف......قدرت نے کائنات کے اس نظام میں جو منافع رکھے ہیں، وہ انسان کو ان سے منتفع ہونے کا برابر کا حق دیتے ہیں، کسی انسان کو ان سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے۔

ب......کوئی شخص اگر ان قدرتی منافع کو اپنے تصرف میں لائے اور اس کے ساتھ اپنی محنت وکسب کے اثرات قائم کرے، وہ اس کا مالک بن جائے گا، اس کی اجازت یا رضامندی کے بغیر دوسرے کو صرف کا حق نہ ہوگا، جب انسان کسی چیز کا مالک بن جاتا ہے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ عطیہ، ہبہ، تبادلہ وغیرہ کا دوسرے کو مالک بنائے۔ بہرحال اسلام ملکیت وانتقال ملکیت کے اصول کو مانتا ہے۔ جس طرح انسان ان قدرتی چیزوں میں تصرف کرکے مالک بن جاتا ہے، اسی طرح وہ زمین، فیکٹری وغیرہ کا بھی مالک ہوسکتا ہے۔

ج......کوئی شخص کسی کاروبار میں محض سرمایہ کی بنا پر جبکہ اس کے ساتھ کوئی دماغی وجسمانی محنت نہ کرتا ہو اور اس کا وہ سرمایہ ہر قسم کے نقصان سے بھی محفوظ ہو، اس سرمایہ سے انتفاع کا مستحق نہیں ہوسکتا اور اس قسم کا انتفاع اسلام کی نظر میں سود ہوگا اور سود اسلامی نظام میں قطعاً حرام ہے، سرمایہ عام

ہے کہ وہ چاندی وسونے وسکّہ کی شکل میں ہو یا بلڈنگوں اور مشینوں اور زمینوں کی شکل میں ہو، ہاں! اگر اس میں ضرر کا خطرہ ہے یا نقصان وتغیر یقینی ہے اور استعمال سے اس کی وہ حیثیت نہیں رہے گی تو اس پر انتفاع جائز ہوگا۔ کرایہ داری، اجارہ داری وغیرہ بہت سے تجارتی اور آمدنی کے وسائل میں انتفاع اس اصول کی تفصیل کے پیش نظر جائز ہوگا۔ الغرض صرف ''سرمایہ'' دولت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بن سکتا ہے، اسلام کا یہ ایک ایسا بنیادی اصول ہے، جہاں اسلام اور موجودہ سرمایہ داری نظام کے ڈانڈے الگ ہوجاتے ہیں، سرمایہ داری نظام کے پیش نظر سرمایہ دولت کمانے کا ذریعہ ہے، جس طرح چاہے وہ دولت حاصل کرسکتا ہے، اسی بناپر ''سود'' کی حرمت وممنوع ہونے کا سوال ہی اس نظام میں پیدا نہیں ہوسکتا، زیادہ سے زیادہ سود کی شرح زیر بحث آسکتی ہے۔ اس نظام کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک شخص بیٹھے بٹھائے کروڑوں کا مالک بن سکتا ہے، جہاں دوسرے افراد کوڑی کے لئے محتاج نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ افراد کے لئے یہ پابندی اشتراکیت بھی لگاتی ہے، لیکن اگر حکومت اور سٹیٹ سرمایہ کو بغیر محنت وکسب دولت، مالا مال کا ذریعہ بنائے تو بنا سکتا ہے، یہیں سے اشتراکیت واسلام کے راستے الگ ہوجاتے ہیں۔ اسلام کے نزدیک افراد وحکومت کے لئے ایک ہی قسم کا قانون ہے اور ایک ہی قسم کا اصول ہے، لیکن اشتراکی یہاں اکثر افراد وحکومت میں فرق کرکے سرمایہ داری کے نظام سے متفق ہوجاتا ہے۔ دراصل مشکلات صحیح اسلامی نظام کے فقدان نے پیدا کردی ہیں۔ ان مختصر اشاروں سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ معاشی مشکلات کا صحیح حل اگر ہے تو صرف اسلامی نظام میں ہے۔ اشتراکی نظام میں معاشی حل ہے، لیکن ناتمام پیٹ کا مسئلہ بھی اسلام اشتراکیت سے زیادہ بہتر طریقہ پر حل کرتا ہے۔ اگر مسلمان حکومتیں اسلامی نظام ہی پر عمل نہ کریں یا نہ سمجھیں تو یہ قصور حکمرانوں کا ہے، نظام اسلام کا نہیں۔ رہا توحید ورسالت وآخرت کا یقین، مابعد الطبیعاتی زندگی وحقائق پر ایمان لانا، اخلاق وعبادات کا وسیع ترین نظام، مخلوق کا خالق سے رشتہ جوڑنا، روحانی نعمتوں کا کیف حاصل کرنا، فرشتہ سیرت انسان بننا، خدا کی مخلوق کے لئے اخلاقی ومعاشرتی اعتبار سے خدا کی رحمت بننا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب خلافت کا حق ادا کرنا، ان سب حقائق سے اشتراکیت کا دامن خالی ہے، اشتراکیت یہاں آکر بالکل مفلس ہے، اس کے پاس ان حقائق کے حصول کے لئے کوئی وسیلہ نہیں، خود حیران وپریشان ہے، چوراہے پر کھڑا ہے، منزل مقصود کے صحیح راستہ کا کوئی علم اس کے پاس نہیں۔

برادرانِ ملت وعزیزانِ محترم! یہ ہے اسلام اور یہ ہیں غیر اسلامی نظام۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا ہے، اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور ایک اعلیٰ ترین نظام حیات عطا فرمایا ہے اور ہر قسم کے خزانے عطا فرمائے ہیں، ان نعمتوں کو ٹھکرا کر اعداء اسلام ودشمنانِ دین کے دروازوں پر جاکر دریوزہ گری کرنا کہاں کی غیرت ہے؟ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا عقلِ سلیم کا یہی تقاضا ہے؟ آؤ! ہم تم آج سے عہد کرلیں کہ صحیح اسلام کے لئے جان توڑ کوشش کریں، جو نظام فلاح دارین کا صحیح ذریعہ، وہ حاصل کریں۔